© rasailojaraid.com

قدرتی نظام وحدت

اثنا

(جناب مولوی ظفیر الدین صاحب استاذ دار العلوم معینیہ سانچہ)

"قدرتی نظام اجتماع" کے عنوان سے گذشتہ سال "نظام مساجد" کا ایک باب آپ پڑھ چکے ہیں، اسی سے متعلق ایک اور باب پیش خدمت ہے، خدا کرے اہل علم میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے اور عند اللہ مقبول ہو" (ظفیر)

نظمِ جماعت کا نفع تشنۂ تکمیل رہ جاتا۔ اگر اس کی شیرازہ بندی عمل میں نہ لائی جاتی مگر حضرت حق جل مجدہٗ کی حکمتِ بالغہ ایسا کیوں کر کر سکتی تھی، چنانچہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کی تکمیل جیسی چاہئے تھی رب العزت نے فرمادی، اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے اس کے ایک ایک شعبہ کو اجاگر اور مستحکم فرما دیا اور اس طرح امامتِ صغریٰ کے سلک گہر میں نظم جماعت کو منظم و منضبط کرکے امامتِ کبریٰ کی شاہراہ قائم فرما گئے۔ تاکہ دینی نظام سے دن رات دنیاوی نظام جہان کا سبق تازہ ہوتا رہے، اور منتشر اور پراگندہ افراد کو اجتماعی زندگی کی پوری مشق ہو جائے نظامِ وحدت اور یکجہتی کی جو مثال مسجدوں کے اس دینی نظام میں ملحوظ رکھی گئی ہے، کہیں اور نہیں مل سکتی، توحید کا نظارہ اور اس کی نورانی شعاعیں جو یہاں پائی جاتی ہیں وہ آئندہ تفصیل سے معلوم ہو سکیں گی۔

امامت و اجتماعیت | مسجدوں کے اس قدرتی نظام میں جو مضبوطی اور استحکام ہے اور انفرادی زندگی کو جس طرح عمل سے رد کیا گیا ہے وہ اپنی آپ مثال ہے، کوئی ایسا

---

۱ اپنے علاقہ اور امام مسجد کو یہ مضمون پہنچا دیجئے اور پھر اسی کے ذریعہ نمازیوں کو بھی ۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوراخ باقی نہیں چھوڑا گیا ہے جہاں سے متفردانہ زندگی کا چشمہ پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نافذ فرمادیا ہے کہ کہیں تین یا دو شخص بھی ہوں تو بھی ان میں سے ایک کو اپنا امام منتخب کر لیا جائے۔

اذا کانوا ثلثۃ فلیؤمھم احدھم واحقھم بالامامۃ اقرأھم — تین ہوں تو بھی ان میں کے ایک کو امامت کرنی چاہئے اور حق امامت بڑے عالم کو ہے۔

(مسلم باب من احق بالامامۃ ج ۱ ص ۲۳۶)

تین کی قید اتفاقی ہے مطلب یہ ہے کہ جب ایک سے زیادہ ہوں تو لوگوں کو چاہئے کہ ایک کو اپنا پیشوا منتخب کرلیں اور اس کو منتخب کریں جو قرآن اور دین کا زیادہ علم رکھتا ہو حضرت مالک بن الحویرث رض ایک مرتبہ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور سفر کے تذکرہ پر آپ نے ان کو حکم فرمایا

اذا سافرتما فاذنا واقیما ولیؤمکما اکبرکما (بخاری) — تم دونوں جب سفر کرو تو سفر میں نماز کے لئے اذان پکارو، اقامت کہو اور جو بڑا ہو امامت کرے

نظام وحدت کا استحکام

پیشوا بنایا جائے تو اس طرح کہ اس کی ہر حرکت و سکون کی پیروی کی جائے وہ جب مالکِ حقیقی کے روبرو مناجات کرے تو سب کے سب خموشی سے ہمہ تن گوش ہوکر سنیں، اور باادب سیدھے کھڑے رہیں، وہ جب اس کی باعظمت ربوبیت کے آگے جھکے، تو بے چون وچرا سب جھک جائیں اور اس کی عظمت و ربوبیت کا بار بار اقرار کریں اور وہ جب پھر سر اٹھا کر سجدے میں گر جائے، تو پس و پیش ایک ایک فرد اپنی اونچی پیشانی اس کے آگے ڈال دیں اور اپنی عاجزی اور اس کی صفتِ علو کا عملی طور پر اعلان کریں۔ مختصر یہ کہ باضابطہ اس کی پیروی کی جائے کیونکہ ارشاد نبوی ہے

انما جعل الامام لیؤتم بہ — امام تو بس اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

(بخاری باب انما جعل الامام الخ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیروی اور اقتدا نام ہی اس کا ہے کہ امام جو بھی کرے، ہو بہو اس کی پیروی میں ہی مقتدی اور پیرو کار بھی کرے اپنے امام سے پہلے کوئی بھی مقتدی جنبش نہیں کر سکتا، اور نہ کسی حرکت و سکون میں اس کی مخالفت کی اس کو گنجایش ہے۔

لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد (مسلم باب النہی عن مبادرۃ الامام بالتکبیر وغیرہ ج ۱)

امام پر سبقت نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور وہ جب ولا الضالین کہے تو آمین کہو، اور وہ جب رکوع کرے تو رکوع کرو، اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

نظام وحدت کی مخالفت خدانخواستہ کسی نے اگر امام کی کسی حرکت و جنبش میں مخالفت کی، یا اس پر کسی رکن وغیرہ کی ادائیگی میں سبقت کی تو پھر وہ اصولاً متبعین اور مقتدین کی جماعت سے کٹ گیا، اور اپنی اس بے باکانہ روش سے خطرے میں گھر گیا، اور عذاب الٰہی کو اس نے اپنی طرف متوجہ کر لیا، کسی اور کا نہیں بلکہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول راسہ راس حمار (مسلم باب تحریم سبق الامام الخ ج ۱)

جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے کیوں وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا سر، گدھے کے سر میں تبدیل کر دیا جائے۔

جرم بظاہر اتنا معمولی مگر سزا اتنی بڑی؟ بلاشبہ اس نے احترام قانون پس پشت ڈال دیا اور یکجہتی اور نظام وحدت میں خلل انداز ہو گیا جو اپنی نوعیت میں معمولی ہونے کے باوجود بڑا جرم ہے، کیونکہ اس نے اپنی پیشانی رب العزت کے قانون سے نکال کر شیطان کے ہاتھوں میں دے دی۔

الذی یرفع راسہ ویخفضہ قبل الامام فانما ناصیتہ بید الشیطان

جو مقتدی اپنا سر امام سے پہلے اوٹھاتا یا جھکاتا ہے تو بلاشبہ اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سہ دالیہ مالک (مشکوٰۃ)

ہے۔

اس عنوان قباحت سے بڑھ کر اور کیا روک تھام کی کوشش ہو سکتی ہے، اس قباحت وشناعت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ نظامِ وحدت کی اہمیت کا احساس خوب ذہن نشین ہو جائے اور اس احساس کی تازگی کے ساتھ استحکامِ نظام کی پوری جدوجہد جاری رکھی جائے، تاکہ اس کا فائدہ ظاہراً باطناً ہر طرح نمایاں ہو سکے کیونکہ بہت سارے فوائد کا دارومدار محض اس یکجہتی اور امام کی کامل اقتداء میں مضمر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں اس کی پوری نگرانی فرمائی، حضرت انس رضہ کا بیان ہے کہ آپ نے ایک دن ہم لوگوں کو نماز پڑھائی، نماز جب ختم ہو چکی، تو ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا اے لوگو! رکوع۔ سجدہ۔ قیام اور انصراف میں سبقت (پہل) نہ کرو، میں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے[1]۔

اس تاکید کی انتہا ہے کہ حالت نماز میں بھی مقتدیوں کی چوک سے غافل نہیں رہتے اور پھر ان پر اس راز کو منکشف فرما کر حقوقِ نماز اور فرائضِ اقتدا کی تاکید فرماتے ہیں۔ کیوں بغیر کسی شرعی رمز کے یہ سب کچھ تاکیدیں ہو رہی ہیں، نبی کی نگاہ سے بڑھ کر دور بیں انسانوں میں اور کس کی نگاہ ہو سکتی ہے، اور بالخصوص خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی، بس یہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس شرعی اقتدا میں بے انتہا دینی اور دنیاوی فائدے ہیں۔

امام پر سبقت اور اسکی ممانعت

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے ان ارشادات اور ان کی حکمتوں کو خوب سمجھا تھا اور اسی کا نتیجہ تھا انھوں نے اس ہدایت پر پورا پورا عمل کیا حضرت براء بن عازب رض فرماتے ہیں، کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

---

[1] مسلم باب تحریم سبق الامام برکوع اور سجود دو نحوھما عنشا ج ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نماز اس طرح پڑھتے تھے، کہ آپ جب سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سے اُٹھتے ہوئے فرماتے، تو ہم سیدھے کھڑے ہو جاتے، اور اس وقت تک اپنی پیٹھ سجدہ کے لئے نہیں جھکاتے، جب تک آپ اپنی پیشانی زمین پر رکھ نہ لیتے[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک دفعہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے امام پر پہل کی، یہ دیکھ کر اس سے فرمایا تو نے نہ تنہا نماز پڑھی، نہ امام کے ساتھ، پھر آپ نے اُس کو سزا دی اور فرمایا، نماز لوٹا لو[2]

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی تھی کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، کہ وہ نماز پڑھینگے مگر ان کی نماز نماز نہ ہوگی" اس حدیث کے بعد تحریر فرماتے ہیں

"مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ زمانہ مرا یہی زمانہ نہ ہو، میں نے سیکڑوں مسجدوں میں نماز پڑھی ہوگی مگر کہیں بھی نہیں دیکھا، کہ اہل مسجد نماز اس کے پورے حقوق کے ساتھ ادا کرتے ہیں، یا نماز میں وہ طریقہ اختیار کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرامؓ سے ثابت ہیں، پس اے نمازیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اپنی نماز خوب سنبھل کر پڑھو، اور ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کی نماز کا خیال رکھو۔ کہ ان کی نماز مع حقوق ادا ہو سکے۔

سن لو! اگر کوئی خود خوب اچھی نماز پڑھتا ہے، اور اس کے سارے حقوق کا لحاظ بھی رکھتا ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ دوسرا ایک شخص اپنی نماز پورے حقوق کے ساتھ نہیں ادا کرتا، وہ اپنے امام پر حرکت وسکون میں پہل کرتا ہے پھر بھی وہ خموشی اختیار کر لیتا ہے، اس کو اس کی غلط روی پر نہ ٹوکتا ہے، نہ اس کی غلط روی کی قباحت بیان کرتا ہے، اور نہ وہ اسکی اصلاح کی سعی کرتا ہے تو وہ بھی بلاشبہ اس کے . . . اس گناہ میں شریک سمجھا جائے گا، اور اپنی نماز حسن وخوبی کے ساتھ ادا کرنے کے باوجود وہ دوسرے کی نماز میں قصور وار ہو گا"

امام صاحبؒ کے اس بیان کے لب ولہجہ پر بار بار غور کیا جائے۔ اور جس شد ومد سے اس کی اہمیت ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

---

[1] مشکوٰۃ عن البخاری والمسلم [2] کتاب الصلوٰۃ للامام احمد [3] کتاب الصلوٰۃ ومایلزمہا للامام احمد ص ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصلاحِ اُمّت بلاشبہ ہر مسلمان پر اپنی ذمّہ داری کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کی ذمّہ داری بھی عاید ہوتی ہے۔ اس اُمّت مرحوم کا طغرائے امتیاز ہی یہ بیان کیا ہے کہ ہر بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور ہر ناپسندیدۂ الٰہی سے باز رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو،

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ — کہ تم نیک کاموں کا حکم کرو

عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران - ۱۲) — اور برے کاموں سے روکو۔

صحابۂ کرام رضی اللہ علیہم کی پوری زندگی اس کا زندہ ثبوت ہے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب واقف کار کسی غلط روی اور ناجائز امور پر چشم پوشی کرتا ہے تو وہ غلط روی اور ناجائز امور وبا کی طرح پھیل پڑتے ہیں اور اس کا ضرر عام ہو جاتا ہے، جس میں بکثرت لوگ مبتلا ہونے لگتے ہیں،

پھر یہ مسئلہ اپنی جگہ مسلّم ہے کہ اس کا مواخذہ ہر ایک باخبر سے ہوگا، اس نے دیکھکر بھی اصلاح کی کوشش کیوں نہیں کی، خموشی کو کیوں راہ دی، یہ ذمّہ داری صرف اصطلاحی عالم پر نہیں عائد ہوتی ہے بلکہ جو مسلمان جتنا بھی جانتا ہے اُ اس پر اسی قدر ذمّہ داری آتی ہے۔ ابتدائے اسلام میں دین کی تبلیغ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی جذبہ کے احساس کے ساتھ کی، ضرورت ہے کہ یہ سنت پھر زندہ کی جائے اور وہ بروئے کار لائی جائے عوام کی نماز میں جو خامی چلی آرہی ہے اسے ان پر ظاہر کیا جائے اور اس کی شرعی اصلاح کی جائے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر قدرے بسط و تفصیل سے (احیاء العلوم میں) بحث کی ہے۔ امام احمد بن حنبل رح نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں اس مسئلہ کو کھول کر لکھا ہے،

جماعت کی ظاہری ہیئت مختصر یہ کہ امام کی اقتدا ہر نوع کامل ہونی چاہئے، اور پوری ذمّہ داری کے ساتھ ہونی چاہئے ہر مقتدی پر امام کی متابعت اس حد تک ضروری ہے کہ وہ اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتا، اسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ مقتدی جب دو یا اس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادہ ہوں تو امام کو آگے بڑھا دیں اور خود پیچھے ایک سیدھ میں کھڑے ہو جائیں، اور اس طرح کہ شانہ سے شانہ ملا ہوا ہو۔ نگاہیں سجدہ گاہ پر جمی ہوئی ہوں سب کے سب ایک طرح ہاتھ باندھے ہوں، سب کا رخ قبلہ کی جانب ہو، صفیں سیدھی اور ہموار ہوں۔ کہ اگر کوئی صف کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک خطِ مستقیم کھینچنا چاہے تو اس میں ذرا بھی فرق نہ آنے پائے،

اس ظاہری ہیئت کے ساتھ باطنی ہیئت بھی اچھی سے اچھی ہو، دل پر خشیت و محبّت کا پرتو نمایاں ہو اور یہ محسوس کر رہا ہو، کہ گو ہم اپنے آقا کو نہیں دیکھ رہے ہیں، لیکن وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، عہد نبوی میں صف بندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید برابر رکھی، اور کبھی بھی صف

درستی کا اہتمام

کی ناہمواری برداشت نہیں فرمائی، بلکہ بذات خود آپ نے اس صفوں کی درستی کا کام انجام دیا ہے۔ آپ کا دستور تھا کہ پہلے صفوں کی ہمواری ملاحظہ فرما لیتے پھر نماز شروع فرماتے۔ جس کو صف میں ناہمواری پیدا کرتے دیکھ لیتے، اس پر خفگی کا اظہار فرماتے۔ چنانچہ ایک دن ایسا ہوا کہ آپ نماز کے لئے آئے اور پیش امام پر کھڑے ہو گئے، تکبیر تحریمہ کہنا ہی چاہتے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑ گئی۔ جس کا سینہ صف سے نکلا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا۔

عباد اللّٰہ لتسون صفوفکم او لیخالفن اللّٰہ بین وجوھکم

اے بندگانِ خدا۔ یا تو تم اپنی صفوں کو برابر کرو یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اندر مخالفت ڈال دیں گے

(مسلم ج ۱ ص ۱۸۲)

جس ظاہری اختلاف سے روکا گیا ہے، اگر اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا، تو وہی اختلاف اور بعض کا بعض پر تاخر و تقدم، باطنی اور واقعی تنافر قلوب، حدوث کینہ، اور دشمنی عداوت کا موجب بن جاتا ہے جس کا اثر بڑھ کر شوکتِ اسلام اور نظامِ حیات پر پڑتا ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ جب ایک قانونِ شرعی کی نافرمانی ہوتی ہے تو وہ دلوں کی تاریکی وکدورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا باعث بن جاتی ہے۔

صفوں کی درستی کے فائدے | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی صفوں کی درستی کو نظر انداز نہیں فرمایا آپ کا ارشاد تھا کہ تسویۃ صف نماز کے کمال سے ہے، صفیں جس قدر سیدھی اور ہموار ہوتی ہیں اور نمازی جتنا مل کر کھڑے ہوتے ہیں، اسی قدر نماز میں کیف ونشاط پیدا ہوتا ہے، اور دلوں میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔

سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من تمام الصلوٰۃ (مسلم ج۱) — صفیں درست اور برابر کرو، کہ یہ چیز کمال نماز سے ہے

ایک دفعہ اقامت ہو چکی تھی، کہ آپ اپنے چہرۂ انور سے صفوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم من وراء ظہری (بخاری) — تم اپنی صفیں ان کے حقوق کے ساتھ کھڑی کرو کیونکہ میں تم کو اپنے پیچھے کی طرف سے دیکھتا ہوں

اس قدرتی نظام میں اس کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ مقتدی ایک منظم فوج کی طرح اپنے امام کی ماتحتی میں کھڑے ہوں، جو امام کے ایک ایک اشارہ کی پابندی کریں ساتھ ہی اس دینی فوج میں جو احکم الحاکمین کی اطاعت میں صف بستہ ہے کوئی انتشار، پراگندگی، شور و ہنگامہ اور نظم و ضبط کے خلاف معمولی بات بھی پائی نہ جائے، تاکہ شیطان کو خوشی اور حملہ کا کوئی رخنہ نظر نہ آئے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (صف۔ ۱) — اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خاص طور پر پسند کرتا ہے جو اس کے راستہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں

کہیں سے بھی یہ نظر نہ آئے کہ اس سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں کوئی نقص ہے اور ان کا کوئی فرد اپنے امیر اور کمانڈر کے حکم کے ذرہ برابر خلاف ہے تاکہ اس طرح باطن اور بھی گتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائے اور امیر کو ہرگز ہرگز یہ کہنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

مالی اراکم عزین (مسلم ج۱ ص۱۸۱) کیا بات ہے کہ تم کو بٹا ہوا دیکھتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بات کھول کر بیان کر دی ہے، اور عملی تعلیم دے کر امت کے لئے شاہراہ قائم فرما گئے ہیں، ارشاد فرمایا۔

استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم (مسلم ج۱ ص۱۸۱) برابر کھڑے ہو، اختلاف نہ ہو، کہ اس کا اثر تمہارے دلوں پر پڑے گا۔

وایاکم وھیشات الاسواق (مسلم ص۱۸۱) صف بندی میں بازار کے سے شور و ہنگامہ سے بچو۔

رصوا صفوفکم وقاربوا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی اری الشیطان یدخل من خلل الصف تم اپنی صفوں کو خوب درست کرو، مل مل کر کھڑے ہو، اور شانہ سے شانہ ملا رکھو بخدا میں شیطان کو صفوں کے شگاف میں گھستے دیکھتا ہوں۔

(ابوداؤد باب فی تسویۃ الصفوف)

ان سارے مسائل پر غور و فکر کی نظر دوڑائی جائیں، اور ان کی دینی اور دنیاوی حکمتوں کو تلاش کر جائیں تو پتہ چلے کہ ان شرعی قوانین میں کتنے بے شمار فوائد مضمر ہیں۔

امام کی قربت | صفوں میں شریعت نے ترتیب کا لحاظ رکھا ہے کہ امام سے جو جس قدر قریب ہوگا وہ اسی اعتبار سے فضائل کا مستحق قرار پائے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ نزولِ رحمت کی ابتدار امام سے ہوتی ہے اور وہ بڑھ کر ساری صفوں کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔

اذا انزلت الرحمۃ علی اھل المسجد بدأت بالامام ثم اخذت یمینا ثم عطفت علی الصفوف (کنز العمال ج۴ ص۱۲۱) اہل مسجد پر نزول رحمت کی ابتدا امام سے ہوتی ہے پھر وہ دائیں پھر تمام صفوں پر متوجہ ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معلوم ہوا صف اول کو جو امام کے قریب ہوتی ہے دوسری صفوں پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ صف اول کو کیا مقام حاصل ہے تو پھر وہ جس طرح بھی ہو سکے صف اول ہی میں جگہ کے حصول کی کوشش کریں،

لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الا ان یستھموا علیہ لاستھموا (مسلم باب تسویۃ الصفوف واقامتہا ج ۱ ص ۱۸۲)

لوگوں کو اذان اور صف اول کی حیثیت کا علم و یقین ہو جائے تو وہ اس کے حصول کی جدوجہد کریں، چاہے قرعہ اندازی ہی کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔

امام کے قریب کون لوگ ہوں — امام سے قریب ان لوگوں کو کھڑا ہونے کو کہا گیا ہے، جن لوگوں میں نیابت کی پوری صلاحیت پائی جاتی ہے تاکہ ضرورت کے وقت امام کی جگہ اس کے فرائض وہ انجام دے سکے، حدیث میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

ارشاد نبوی ہے۔

لیلنی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثلاثا (مسلم ج ۱ ص ۱۸۱)

میرے قریب تم میں سے ذی ہوش اور صاحب علم و فضل کو رہنا چاہیے اور پھر جو ان کے قریب ہوں۔

شاید یہ بھی مقصد ہو، کہ ایسا شخص امام سے (جو سب میں زیادہ ذی علم ہوتا ہے) طریقہ نماز اور دوسرے مسائل بآسانی اخذ کر سکے گا، یا اور اس طرح کے دوسرے فوائد بھی ہوں، مگر اتنی بات تو عیاں ہو گئی کہ جب امام کی قربت باعث فضائل ہے تو صف اول کو اور صفوف پر یقیناً فضیلت حاصل ہوگی، کہ وہ امام سے قریب تر ہوتی ہے،

چنانچہ حدیث میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے داہنی

© rasailojaraid.com

میامن الصفوف (ماجہ، ابوداؤد) سے دعائے رحمت شروع کرتے ہیں

باب ان یلی الامام فی الصف)

یہ ترغیب اس لئے بھی ہے کہ نمازی پہلے پہنچ کر صف اول میں جگہ حاصل کرنے کی سعی کریں اور اس طرح فضائل اور دوسرے ذرائع سے اجر اور ثواب کے زیادہ سے زیادہ مستحق قرار پا سکیں۔ ان ساری حدیثوں کے پیش نظر یہ فیصلہ سہل ہو جاتا ہے مسجدوں کے اس نظام وحدت میں ارتقاء کا جذبہ ابھارا گیا ہے، جہاد کے ایک شعبہ کی جو سب کی روح ہے مشق کرائی گئی ہے اور امام کی عزت افزائی کی گئی ہے جو سرداری کے فرائض انجام دیتا ہے، اور اس طرح لوگوں کو اس کے ساتھ محبت و عقیدت کی تعلیم دی گئی ہے۔

اجتماعیت اور اخوت و مساوات پس یہ بات واضح ہو گئی کہ صفوں کی مشروعیت میں انفرادی زندگی کا خاتمہ ہے اور اجتماعی زندگی کی دعوت، عدل و مساوات کی تعلیم ہے اور اخوت و محبت کا سبق۔ جن کو اشاعت اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

اسلام متفردانہ زندگی کی مذمت کرتا ہے قانونی طور پر بھی اور عملی نقطہ نظر سے بھی، انتشار، دلشکنی اور اختلاف و مخاصمت کو وہ ایک منٹ کے لئے برداشت نہیں کرتا اور ہر شعبہ زندگی میں اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ اس کی سرشت میں داخل ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو دیکھ لیتے ہیں کہ وہ جماعت میں شریک نہیں، یا صف سے علیحدہ تن تنہا کھڑا ہے تو حیرت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ صف کے پیچھے یکہ و تنہا نماز پڑھ رہا ہے، تو آپ نے زجر فرمایا اور نماز کے اعادہ کا حکم دیا[1]۔

امام کا انتخاب اب غور کرنا ہے کہ مقتدی کو جس امام کی پیروی کی اتنی سخت تاکید ہے، اور شریعت نے جس کو یہ مرتبہ عطا کیا ہے، کیا وہ جگہ ہر شخص کو علم و فضل کا لحاظ کئے بغیر مل سکتی ہے؟ ہر ذی عقل یہ کہے گا کہ ایسا کیوں کر ہو سکتا ہے۔ یقیناً اس منصب جلیل کے لئے اس جماعت میں سے اس

---

[1] ابوداؤد باب الرجل یصلی وحدہ خلف الصف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرد کو منتخب کیا جائے گا، جو ان میں بہترین اخلاق و اطوار کا ہو، زہد و اتقاء کا مالک ہو اور علم و فضل میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔

امام کس حیثیت کا ہونا چاہیے

بلا شبہ وہ جب ایک ایسی مرکزی دینی عبادت کا پیشوا ہے جو افضل العبادات ہو اور ایک ایسے رکن کا ضامن بن رہا ہے، جو ارکان خمسہ میں دوسرا درجہ رکھتا ہے تو بلا شبہ ایسے شخص کو رذائل اخلاق، سوقیانہ اطوار، مذموم عادات اور ہر ایسی خصلت بد سے منزہ اور پاک ہونا چاہیے، جو شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے۔ ساتھ ہی مکارم اخلاق صفات محمودہ، خصائل پسندیدہ اور خدا شناسی و خدا ترسی کے اوصاف سے متصف بھی ہونا چاہیے جس کو ہم خدا کے سامنے اپنا نمایندہ بنا رہے ہیں، حتی الوسع اس کے انتخاب میں ہمیں عقل و خرد سے کام لینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو، اس میں بھی ہمارے سامنے وراثت و خاندان اور حسب نسب کا غلط مسئلہ آجائے، امیر و فقیر کی بات دھوکہ دے جائے، جس کی پروردگار عالم نے مذمت فرمائی ہے[1]۔ بلکہ ان سب سے بالا تر ہو کر ہماری نگاہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ پر ہو یہ وہ عہدۂ جلیلہ ہے جسے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے زینت بخشی ہے، اور اس وقت تک جب تک ہوش و حواس نے ساتھ دیا خود ہی زینت بخشتے رہے مرض الوفات والی حدیث کے ضمن میں طبری کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔

انما فعل ذالک لئلا یعذر احد من الائمۃ بعدہ نفسہ بادنی عذر فیتخلف عن الامامۃ

یہ تو آپ نے اس لئے کیا، تاکہ آئندہ کوئی امام ادنیٰ عذر کو حیلہ بنا کر امامت سے کترانے نہ لگے

(فتح الباری ج۲ ص۱۵۲)

---

[1] الکلام القرآن للجصاص ج ۱ ص۵۹۔

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com